OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

تصوّر تنظیمِ وقت: مغربی اور اسلامی تناظر کا ایک مطالعہ

The Concept of Time Management: A Study of the Western and Islamic Perspectives

Dr. Hafsa Nasreen
Senior Editor, Department of Urdu Encyclopedia of Islam, University of the Punjab, Lahore

Abstract

It is a well-established myth that most of the existing concept of time management is developed by Western Scholars. But if we read Quran, Seerah and Islamic history carefully we can easily understand that time management is well taught in Islamic teachings. Time is a precious commodity and amana of Allah (swt). Well managed utilization of time leads to success in this worldly life and the life hereafter. So we must utilize it mindfully in the best possible manner. The purpose of this paper is to prove in the light of authentic sources that: the concept of "Time management is life management" is in fact an Islamic concept; that Islam presents the best guidelines on time management in all aspects of life and all roles of a person and that Islam presents the best system to identify time wasters and how to avoid them. So we do not need to borrow time management techniques from west.

Key words: Time management, Islamic and Western concepts

تمہید

گزشتہ چند دہائیوں میں مغرب سے Time Management کا تصور آرہا ہے جسے ہم ایک نئی چیز، ایک فلسفہ جانفزا سمجھ کے تسلیم کرتے ہیں۔ بہت ذوق و شوق اور مرعوبیت کے احساس کے ساتھ اسے اپناتے ہیں۔ ہم ان کے احسان مند بھی ہیں کہ ان کی اس عطا سے ہمیں اپنی زندگی، اپنے وقت کی تنظیم کے بارے معلومات میسّر آئیں۔ لہٰذا ذاتی اصلاح کے لیے منعقدہ

CC BY

کورسز، ورکشاپس ہوں یا جامعات کے نصاب میں کتب شامل کرنے کا معاملہ ہو ہمارا تمام تر انحصار یورپی مصادر، کتب، Time management کے یورپی کورسز، ان کی youtube ویڈیوز پر ہے الّاماشاء اللہ۔ بلاشبہ فرمان رسول ﷺ کے مطابق حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے اسے جہاں سے بھی ملے لے لینی چاہیے۔ تاہم ایک سوال اٹھتا ہے کہ کیا وہ واقعی گمشدہ میراث ہے بھی یا اپنی ہی نظر انداز کی ہوئی میراث ایک نئے جامے میں نئے راستے سے آئی ہے۔ مقالہ ھٰذا میں اسی سوال کا جواب سیرت النبی ﷺ، اسلاف کے طرز حیات اور تاریخ اسلام کے چند عدیم النظر مشاہیر کی مثالوں کی روشنی میں پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ تنظیم وقت کی اہمیت اور اس کی عملی صورت حال اسلامی تناظر میں جاننے کی ایک کاوش کی گئی ہے۔ مقالہ تعارف، دو اجزاء، نتائج بحث اور سفارشات پر مشتمل ہے۔ حصہ اوّل میں تنظیم وقت سے متعلق مغربی نکتہ نظر پیش کیا گیا ہے اور حصہ دوم میں اس موضوع پر اسلامی تعلیمات برائے ملاحظہ ہیں۔

1- حصہ اوّل: تنظیم وقت — مغربی تناظر میں:

Rudyard Kipling کی نظم ''If'' کا آخری شعر ہے:

> If you can fill the unforgiving minute with sixty second's worth of distance run
> Yours is the earth and everything that's in it And – which is more – you'll be a man my son
>
> "اگر تم معاف نہ کرنے والے ایک منٹ کو جس کی قدر و قیمت ساٹھ سیکنڈز کے برابر ہے، عمل سے بھر سکتے ہو تو یہ دنیا و مافیہا تمھاری ہے اور اس سے بڑھ کر تم انسان بن جاؤ گے میرے بیٹے"۔

اہل مغرب کے ہاں میں گزشتہ چند دہائیوں سے یہ تصور راسخ ہوا ہے کہ ''Time management is life'' اور اب اس موضوع پر سینکڑوں کتب لکھی جا رہی ہیں۔ ان کتب کے ذریعے وہ قارئین کو واضح اقدار کے تعیّن و شناخت کے بعد اپنی زندگی کے اہداف کے تعیّن، اپنی سمت و رفتار کا جائزہ لے کر زندگی بسر کرنے کی ترغیب اور تربیت دے رہے ہیں۔ شخصیت یا کردار سازی پر قلم اٹھانے والے کم و بیش سبھی مغربی مصنفین نے وقت کی اہمیت کو لازماً موضوع بحث بنایا ہے اور اس اہم نکتے کی جانب توجہ دلائی ہے کہ ہم زندگی کا بیشتر وقت غیر اہم غیر ضروری کاموں میں ضائع کرتے رہتے ہیں۔ اہم کاموں کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے جس کا نتیجہ ایک بے معنی، مقصدیت سے خالی، محض جانوروں کی سی زندگی جی کر مر جانا ہے۔ لہٰذا وہ اس امر پر زور دیتے ہیں انسان اپنی بنیادی اقدار یا اعلیٰ انسانی اقدار کی روشنی میں مقصدِ حیات کا تعیّن کرے اور اپنے قیمتی وقت، مدت حیات کا ایک ایک لمحہ پوری ہوش مندی، دانائی اور منصوبہ بندی کے تحت گزارے۔ اپنا وقت سوچ سمجھ کر بامقصد و بامعنی انداز میں بسر کرے۔ یورپ میں تنظیم وقت کے موضوع پر سینکڑوں کتب تصنیف ہوئی ہیں ہزاروں کی تعداد میں اس پر ورکشاپس کروائی جا رہی ہیں۔ سینکڑوں ٹرینرز Youtube لیکچرز، وڈیوز کے ذریعے تنظیمِ وقت کی اہمیت اور طریق کار سکھانے میں کوشاں ہیں۔ ذیل میں تین معروف مغربی مصنفین وٹرینرز کی آراء بطور مثال پیش ہیں:

I- Jim Rohn (1930- 2009ء)[1]

Jim Rohn تنظیم وقت کے حوالے سے لکھتا ہے کہ:

"Either you run your day or the day will run you. It's really a matter of deciding to be in charge".[2]

Jim لکھتا ہے "آپ صبح سو کر اٹھے۔۔۔ آپ کے پرس میں چوبیس گھنٹے ایک خزانے کی صورت موجود ہیں۔ یہ آپ کی زندگی اور شخصیت کے لیے خام مال ہیں۔ انھیں نہ کوئی چُرا سکتا ہے نہ کوئی آپ سے زیادہ گھنٹے حاصل کر سکتا ہے۔ یہ آپ کو ملنے والا بیش بہا خزانہ ہے"[3]۔ اس بیش قیمت خزانے کے بہترین استعمال کے لیے وہ ایک قاعدہ پیش کرتا ہے کہ اپنے دن کا آغاز اس کے اختتام کے تعیّن و منصوبہ بندی سے قبل نہ کرو۔ یعنی دن کے ہر لمحے میں جو کام کرنا ہے اس کی منصوبہ بندی و حکمت عملی تیار کر کے عملی اقدام کرو کیونکہ ہر دن تمھاری زندگی کی عمارت میں اینٹ کی مثل لگتا چلا جاتا ہے۔[4]

2- Stephen Covey (1932-2012ء)[5]

Covey تنظیم وقت کے حوالے سے ترجیحات کے تعیّن پر بہت زور دیتا ہے۔ اس نے اسی حوالے سے ایک کتاب بعنوان *First things First* لکھی جس میں اس نے ترجیحات کے تعیّن اور اہم کاموں کو پہلے انجام دینے کے عملی طریقے پیش کیے ہیں[6]۔ ترجیح کے تعین کو اس نے اس طرح بیان کیا ہے:

Priority Setting is:

1- Deciding what needs doing most.

2- Deciding what needs doing first.[7]

تنظیم وقت کے حوالے سے Stephen Covey کی نگارشات دنیا بھر میں مستند تصور کی جاتی ہیں۔ اس نے Time Quadrants پیش کیے ہیں۔ ان کے ذریعے اہم، ضروری و اہم، اہم مگر غیر ضروری غیر اہم اور غیر ضروری یعنی بالکل فضول کاموں کی فہرست سازی کر کے اپنے وقت کو اہم اور ضروری کاموں کے لیے مخصوص کیا جاسکتا ہے۔ منصوبہ بندی کی جاسکتی ہے اور لایعنی کاموں سے احتراز کیا جاسکتا ہے[8]۔ دنیا بھر میں تنظیم وقت کے لیے Covey کے انھی quadrants کا تتبّع کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"Commit yourself to start organizing a weekly basis and set up a regular time to do".[9]

تنظیم وقت کے لیے وہ یہ طریقہ سکھاتا ہے:

"Organize your next week. Start by writing down your roles and goals for the week then transfer the goals to a specific action plan.[10]

ہر ہفتے کے آخر میں وہ اپنا محاسبہ کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ تاکہ سود وزیاں کا حساب رہے۔

3- Brain Tracy[11] (1944ء- حیات)

Brain Tracy نے تنظیم وقت کے حوالے سے ایک مستقل کتاب بعنوان *Time Management* لکھی ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"Since time management is really life management, improving your personal productivity begins with an examination of values. One of Murphy's Laws says that before you do any thing, you have to do something else first. Its not possible to manage your time properly unless you know exactly what your values are.

Good time management requires that bring your control over a sequence of events into harmony with what is most important to you. If it is not important to you, then you will never feel motivated and determined to get control of your time.

Ask yourself this "why I am doing what I am doing"?[12]

بہترین انداز میں وقت کی تنظیم کے لیے وہ منصوبہ بندی پر زور دیتے ہوئے لکھتا ہے "یہ ایک مسلّمہ اصول ہے کہ منصوبہ بندی میں صرف شدہ ایک منٹ عمل کے دس منٹ محفوظ کر سکتا ہے"[13]

اہل مغرب کی نگارشات کا خلاصہ بالترتیب درج ذیل ہے:

1۔وقت کی تنظیم (Time management) دراصل زندگی کی تنظیم ہے۔

2۔وقت کے بہترین استعمال کے لیے منصوبہ بندی (Planning) کرنا بے حد ضروری ہے۔

3۔وقت کی بہترین منصوبہ بندی کے لیے یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ آپ کے لیے فی الحقیقت کیا اہم ہے۔ (What is important to you?)

4۔اپنی زندگی میں اہمیت کے حامل امور کی بابت جاننے کے لیے اپنی اعلیٰ اقدار کے بارے علم ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا پہلے اپنی اعلیٰ اقدار کا تعیّن کیجیے (Know your values)۔ (بالعموم سبھی مغربی مصنفین اقدار کی ایک طویل فہرست پیش کرتے ہیں اور قاری کو اس فہرست میں سے اپنے لیے اقدار کے انتخاب کی ہدایت کرتے ہیں)۔

5۔اپنی زندگی میں اپنے اہم کرداروں کا انتخاب کریں (Select your roles)۔اس کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے اہم ترین کرنے کے کاموں کی فہرست بنایئے۔ پھر ان کاموں کے لیے وقت کا تعیّن کریں۔یوں آپ وقت کے بہترین استعمال پر قادر ہو جائیں گے۔

گذشتہ صفحات میں تنظیم وقت کے معاصر مغربی تصورات بالاختصار پیش کیے گئے ہیں۔ مقالہ ھٰذا کے حصہ دوم میں اسلامی تناظر میں وقت کی اہمیت اور اس کی تنظیم کے اصولوں کا ایک جائزہ پیش کیا جائے گا۔

حصہ دوم: تنظیم وقت کے مضمرات: اسلامی تناظر میں

قرآن کریم کی متعدد آیات وقت کی قدر و قیمت پر دلالت کرتی اور انسان کو باور کراتی ہیں کہ وقت انسان کو عطا کردہ بیش بہا خزانہ اور امانت الٰہی ہے مثلاً: اللہ تعالیٰ نے متعدد مرتبہ وقت کی قسم کھائی ہے:

وَالْعَصْرِ [14]

وَالْفَجْرِo وَلَيَالٍ عَشْرٍ [15]

وَالضُّحٰى o وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى [16]

نیز متعدد آیات میں گردش لیل ونہار کا تذکرہ شرح وبسط کے ساتھ کیا گیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انسان کو اس کرہ ارض پر ایک محدود مدت تک کی زندگی عطا کی گئی ہے۔ جسے قرآن میں اجل مسمی سے موسوم کیا گیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے: هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى ---- [17]"وہی اللہ ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر ایک وقت مقرر کیا اور معیّن وقت اسی کے علم میں ہے " ...اور وَ هُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَ يَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى [18]"وہی تو ہے جو رات میں تمھیں وفات دے دیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اسے جانتا ہے۔ پھر تمھیں اس سے جگا دیتا ہے کہ میعاد معیّن تمام کر دی جائے"۔ یہ مدت معینہ انسان کو کس مقصد کے تحت عطا کی گئی وہ بھی قرآن کریم میں بالصراحت بتا دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ---- [19]"وہی ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمھیں آزمائے کہ عمل میں کون بہتر ہے---"اخروی زندگی کے مقابلے میں یہ زندگی کس قدر مختصر اور قلیل ہے اس کا صحیح ادراک موت کے بعد ہو گا۔ اس کی منظر کشی بھی قرآن کریم میں کر دی گئی ہے: يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا o نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْيَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا o [20]"آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہے ہوں گے تم لوگ تو بس دس دن رہے ہو گے۔ ہم ہی خوب جانتے ہیں جس کی نسبت وہ باتیں کر رہے ہیں۔ جب کہ ان میں سے سب سے زیادہ صائب الرائے یہ کہتا ہو گا کہ تم تو بس ایک دن رہے"۔اور كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا [21]"جب وہ اس کو دیکھیں گے (تو ایسا خیال کریں گے) کہ گویا (دنیا میں صرف) ایک صبح یا شام رہے ہیں۔"

گویا یہ نہایت قلیل مدت ہے جس کے بعد اللہ نے انسان کو اس کے اعمال کے حسن وقبح کے مطابق جانچنا ہے۔ احادیث رسول اکرم ﷺ بھی وقت کی قدر وقیمت پر دلالت کرتی ہیں۔ فرمان رسول ﷺ ہے:"دو نعمتوں میں اکثر لوگ خسارے میں رہتے ہیں صحت اور فراغت"[22]اسی لیے آنجنابؐ نے فرمایا:"پانچ چیزوں کو پانچ سے قبل غنیمت جانو: جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، مال داری کو محتاجی سے پہلے، فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے "[23]حضرت ابو برزہ السلمیؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا" قیامت کے دن بندہ اس وقت تک (اللہ کی بارگاہ میں) کھڑا رہے گا جب تک اس سے چار چیزوں کے بارے میں پوچھ نہ لیا جائے:

اس نے اپنی زندگی کیسے گزاری؟ اس نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ اس نے مال کہاں سے کمایا؟ اس نے اپنا جسم کس کام میں کھپائے رکھا؟[24]حلیۃ الاولیاء میں آپ ﷺ کا یہ فرمان مبارک روایت کیا گیا ہے:"اولاد آدم پر آنے والا ہر نیا دن (اس سے مخاطب ہو کر) کہتا ہے اے ابن آدم! میں نئی مخلوق ہوں۔ میں کل (قیامت) تمھارے دن کی گواہی ہوں۔ پس تم مجھ میں عملِ خیر کرنا کہ میں کل تمھارے حق میں اسی کی گواہی دوں اگر میں گزر گیا تو پھر تم مجھے کبھی نہیں دیکھ سکو گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح کے کلمات رات بھی دہراتی ہے"[25]اسلاف سے وقت کی اہمیت کی بابت متعدد اقوال مروی ہیں مثلاً حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں"اے ابن آدم تو ایام کا مجموعہ ہے پس جب تیرا کوئی دن گزرتا ہے تو تیرا (زمانہ حیات کا) کچھ

حصہ ڈھل جاتا ہے"[26]۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے "مجھے اس شخص پر بہت غصہ آتا ہے جو بالکل فارغ رہتا ہے نہ کسی دنیوی کام میں مصروف نہ اخروی کام میں"۔[27]

شیخ ابو المظہر یحییٰ بن محمد[28] فرماتے ہیں "وقت وہ قیمتی ترین شے ہے جس کی حفاظت کا تمھیں ذمہ دار بنایا گیا ہے۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ یہی وہ چیز ہے جو تمھارے پاس نہایت آسانی سے ضائع ہو رہی ہے۔[29] بالفاظ محمد حسین آزاد "وقت ایک پیر کہن سال کی تصویر ہے اس کے بازوؤں میں پریوں کی طرح پر پرواز لگے ہیں کہ گویا ہوا میں اڑتا چلا جاتا ہے۔ ایک ہاتھ میں تیشہ ساعت ہے کہ جس سے اہل عالم کو اپنے گزرنے کا اندازہ دکھاجاتا ہے اور ایک ہاتھ میں درانتی ہے کہ لوگوں کی کشتِ امید یا رشتہ عمر کو کاٹتا چلا جاتا ہے یا ظالم و خونریز ہے کہ اپنے گزرنے میں ذرا رحم نہیں کرتا اس کے سر پر ایک چوٹی بھی رکھی ہے کہ جو دانا ہیں اسے پکڑ کر قابو میں کر لیتے ہیں لیکن اوروں کے چوٹیاں پیچھے ہوتی ہیں اس کی چوٹی آگے رکھی ہے۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ جو وقت گزر گیا وہ قابو میں نہیں آسکتا ہاں جو پیش بین ہیں وہ پہلے سے روک لیں سو روک لیں"۔[30]

آگے سے چوٹی پکڑنے کا واحد طریقہ پیش بنی اور منصوبہ بندی ہے۔ چنانچہ وقت کا بہترین استعمال اسی صورت ممکن ہے کہ انسان اپنے اہداف اور ان کے لیے وقت کا تعین کرے۔ اسی کو تنظیم وقت کہا جاتا ہے۔ مومن کا فریضہ ہے کہ اپنے وقت کو مثبت اور تعمیری کاموں میں صرف کرے۔ قرآن و سنت انسان کو ایک مکمل ضابطہ حیات [Frame Work] دیتے ہیں اور مکمل رہنمائی فراہم کرتے ہیں کہ اپنے اوقات کی تنظیم کیسے کرے۔ مثلاً نماز فجر کی ادائی کے لیے صبح اٹھنا لازم ہے پھر اس کے بعد مسنون اذکار اور پھر تلاش معاش۔ گویا دن کے آغاز کا معمول (routine) واضح طور پر بتا دیا گیا ہے۔ پھر ظہر کے بعد دوپہر میں قیلولہ کرنے کا حکم دیا گیا گویا دوپہر کو تھوڑا استانا چاہیے۔ عصر کے بعد کا وقت نبی ﷺ نے اپنے اہل خانہ کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ اس دوران امہات المؤمنین کے پاس جاتے۔ گھریلو کام کاج اور ضروریات کی تکمیل فرماتے۔ آپ ﷺ کے معمولات کاملاً محفوظ ہیں لیکن کہیں ہمیں یہ تذکرہ نہیں ملتا کہ اپنے گھر کے کام کسی صحابی سے کروائے ہوں۔ سودا سلف منگوایا ہو۔ گویا اپنے گھر کے سب معاملات کی دیکھ بھال آپ ﷺ خود کیا کرتے تھے اس کے لیے مخصوص وقت تھا۔ پھر مغرب کی نماز کے بعد کھانا کھانا اور عشاء کی نماز پڑھ کر سو جانا ہی بہترین معمول ہے عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کرتے رہنا مکروہ عمل ہے۔

ترجیحات کا تعین

مسلمان کی زندگی کی ترجیحات کیا ہونی چاہییں قرآن و سنت میں بہ صراحت بتا دیا گیا ہے: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ حضور ﷺ نے [صحف ابراہیم کے محتویات بیان کرتے ہوئے] فرمایا: "... عقلمند پر واجب ہے کہ اس کی تین گھڑیاں ہوں پہلی گھڑی میں وہ اپنے رب سے مناجات میں مشغول ہوتا ہو، دوسری گھڑی میں وہ اپنے کھانے پینے کی حاجت پوری کرتا ہے۔ ایک گھڑی میں وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہو ایک ساعت میں وہ اللہ کی کاریگری کے متعلق سوچتا ہو ..."[31] ایک اور فرمان رسول ﷺ ہے: "مومن صرف تین چیزوں کا آرزومند ہوتا ہے توشہ آخرت کی فراہمی، معاش کے لیے تگ و دو یا حلال چیزوں سے لطف اندوزی"[32] مومن کو نہایت ذمہ دار اور مسئول قرار دیا گیا ہے۔ فرمان رسول اکرم ﷺ ہے: کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ [33] "تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت [اس کی ذمہ داری میں دی گئی ہر چیز] کے بارے میں سوال ہو گا۔" ایک اور فرمان مبارک ہے: یا ابا الدرداء ان لجسدک علیک حقا وان لاھلک علیک حقا وان لربک علیک حقا فاعط کل ذی حق حقہ [34]

گویا مسلمان اللہ کی جانب سے عطا کردہ ہر امانت کی حفاظت، ہر حق دار کے حقوق کی ادائی کا پابند اور ان کی بابت جوابدہ ہے۔ لفظ راع چرواہے کے لیے مستعمل ہے جو اپنے جانوروں کی یوں حفاظت کرتا ہے کہ وہ اپنے راستے سے نہ بھٹکیں۔ اپنی چراگاہ کی حدود سے بالشت بھر بھی باہر نہ نکلیں وہ ہر لحہ ان کو ہنکا کر گھیر کر اپنی حدود میں رکھنے کا پابند ہوتا ہے۔ ظاہر وباہر ہے کہ یہ کام بہت محتاط، چوکنا، ہوشیار اور حاضر دماغ انسان ہی کر سکتا ہے۔ ذراسی کوتاہی اسے نقصان عظیم سے دوچار کر سکتی ہے۔ بعینہٖ یہی رویہ مومن سے مطلوب و مقصود ہے کہ وہ اپنے پاس موجود ہر امانت کی پاسبانی نہایت ذمہ داری سے کرے۔ سو مسلمان اپنے وقت، صحت وطاقت، عقل وبصیرت، صلاحیتوں، قویٰ، مال ودولت، رشتے ناطے، سبھی کی بابت نگران وہ جوابدہ ہے۔ نیز حقوق العباد کی ادائی کا پابند بھی ہے۔ ان معروضات کی روشنی میں واضح ہو جاتا ہے کہ ایک مسلمان کی اپنے وقت کے حوالے سے ترجیحات کیا ہونی چاہییں۔ اس بیش بہا دولت کا استعمال کیسے اور کہاں ہونا چاہیے کہ انسان اپنے آنے والے وقت کے لیے تمام ذمہ داریوں کو سامنے رکھتے ہوئے بہترین تنظیم وقت کرے۔ بہترین منصوبہ بندی کرے اور پھر قدم بہ قدم اس پر عمل کرتا چلا جائے۔ آگے سے چوٹی پکڑنا اسی طرح ممکن ہے۔ فرامین رسول اکرم ﷺ کی روشنی میں مسلمان کے وقت کے مصارف درج ذیل ہیں:

1۔ عبادات: فرائض کی بروقت ادائی پر سختی سے کاربند رہنا، قرب الٰہی تعلق مع اللہ کو مضبوط بنانے کے لیے نفلی عبادات، تفکر و تدبر فی الخلق، کے لیے باقاعدگی سے وقت نکالنا۔

2۔ انسان کا وجود، اس کا جسم اور قویٰ امانت الٰہی ہیں۔ اس کی صحت و تندرستی کے بناوہ دنیاوی کام تو درکنار عبادت کی ادائی کے لائق بھی نہیں رہتا۔ لہٰذا ولجسدک علیک حقا کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی صحت کی حفاظت، اپنی طاقت کو بحال و برقرار رکھنے کے لیے سعی و کاوش پر وقت صرف کرنا عین مطلوب و مقصود شریعت ہے۔ اسی طرح نافع غذا کا استعمال، کھانا کھانے کے دوران اسی پر کامل توجہ اور احساس تشکر کے ساتھ کھانا کھانا... یعنی حفظان صحت پر سمجھوتہ ناں کرتے ہوئے اس پر وقت صرف کرنا۔

☆ وقتاً فوقتاً تازہ دم ہونے کے لیے جائز و مثبت تفریحی سرگرمیاں اختیار کرنا۔

☆ حقوق العباد کی ادائی: والدین، بھائی بہن، شریک حیات اور بچوں کے حقوق ادا کرنا۔ ان کے ساتھ quality time گزارنا۔ ان کو اپنے وجود کا احساس دلانا، اپنے ہونے کا احساس دلانا۔ قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی۔ اسی طرح درجہ بدرجہ ایک ملک کا ذمہ دار شہری ہونے کے ناطے، معاشرے کا ایک فعّال فرد ہونے کے ناطے اپنے تمام فرائض کی ادائی پر شعوری طور پر وقت صرف کرنا۔

☆ کسب حلال کے لیے سعی و کاوش کرنا

☆ معاشرے کے لیے مفید سرگرمیوں کے لیے ہمہ وقت فعّال رہنا

ان ترجیحات کو مد نظر رکھ کر انسان کو کرنے کے کاموں کی منصوبہ بندی کرنی چاہیے تاکہ وہ اپنے وقت کو مفید کاموں میں صرف کر سکے۔ اسے آنے والے دن، ہفتے، مہینے اور سال کے لیے بالترتیب منصوبہ بندی کرنی چاہیے کہ وہ کب کیا کام کرے گا۔ آنحضورؐ، آپ ﷺ کے صحابہ، اسلاف کا یہی طرزِ حیات تھا۔ تاریخ اسلام (اور تاریخ عالم) کے اوراق شاہد ہیں کہ سلاطین و

ملوک ہوں یا سالار لشکر اپنے وقت کی تنظیم اور منصوبہ بندی بہت محتاط طریقے سے کرتے اور بڑی سختی سے اس پر عمل بھی کرتے۔ ایک مثال برائے ملاحظہ پیش ہے:

سنہ 1174ء تھا۔ سلطان الملک الصالح دیگر مسلم ریاستوں کے امراء کو سلطان صلاح الدین ایوبی کے خلاف متحد کر رہا تھا اور ان کی فوجوں کو ایک کمانڈر کے تحت لانا چاہتا تھا۔ ان امراء نے صلیبیوں سے سازباز کر رکھی تھی جو ایوبی کے خلاف لشکر کشی کے لیے ہر طرح کا تعاون کرنے کو تیار تھے کیونکہ ایوبی کے خاتمے کے وہ بھی خواہاں تھے۔ صلاح الدین کو اپنے جاسوسوں کے ذریعے اطلاع مل گئی تھی کہ یہ مشترکہ لشکر سردیوں کے بعد شام پر حملہ آور ہو گا کیونکہ اس علاقے میں سردی زیادہ پڑتی تھی۔ برف باری اور شدید بارش بھی ہوتی تھی۔ ایسے موسم میں یہاں جنگ نہیں لڑی جاسکتی تھی۔ سلطان صلاح الدین کے پاس فوج کم تھی وہ کھلے میدان میں اس عظیم لشکر کا مقابلہ نہیں کرسکتے تھے۔ لہٰذا انھوں نے یہ تاریخ ساز فیصلہ کیا"... تاریخ شاید مجھے پاگل کہے گی لیکن میں اس فیصلے سے ٹل نہیں سکتا کہ میں دسمبر کے مہینے میں جنگ شروع کروں گا، اس وقت موسم سرما کا عروج ہو گا۔ پہاڑیوں کا رنگ سفید ہو گا یخ جھکڑ چلتے ہوں گے..."[35] اور پھر اس فیصلے کے مطابق یہ منصوبہ بندی کی کہ "آج ہی رات [نومبر 1174ء] سے تمام فوج اس حالت میں جنگی مشقیں کرے گی کہ ہر ایک فرد، سالار سے سپاہی تک، کپڑوں کے بغیر ہو گا۔ صرف کمر جامہ پہنا جائے گا جس کی لمبائی گھٹنوں تک ہو گی۔ باقی تمام جسم ننگا ہو گا۔ عشاء کی نماز کے فوراً بعد تمام فوج کپڑے اُتار کر باہر نکل جایا کرے گی۔ یہاں قریب ہی جھیلیں ہیں۔ فوج کو ان میں سے گزارا جائے گا۔ تمام طبیب فوج کے ساتھ ہوں گے۔ ابتداء میں سپاہی ٹھنڈ سے بیمار پڑ جائیں گے۔ طبیب فوراً، اسی جگہ انہیں گرم کپڑوں میں لپیٹ کر اور آگ کے قریب لٹا کر علاج کریں گے..."[36] اپنے شاندار منصوبے، اس پر عملی اقدامات اور اپنے اہداف کو بروقت حاصل کرتے ہوئے سلطان صلاح الدین ایوبی نے صحراؤں میں لڑنے کی عادی فوج کو برف پوش پہاڑوں میں لڑنے کے لیے تیار کیا اور ایسے اقدامات کیے کہ غدار امراء و صلیبیوں کا مشترکہ لشکر اسی سرد موسم میں شام آنے پر مجبور ہو گئے۔ اپریل 1175ء کے اواخر تک سلطان صلاح الدین شدید سرد موسم اور پہاڑی علاقے میں تین بڑے مسلم لشکروں اور صلیبیوں کے جم غفیر پر مشتمل مشترکہ لشکر کو عبرتناک شکست سے دوچار کر چکے تھے۔

وقت کے بہترین استعمال کے چند عملی طریقے

1۔ اہداف اور وقت مقررہ معیاد کا تعین: (Deadlines)

اپنی منصوبہ بندی کے مطابق اپنے اہداف یعنی کرنے کے کاموں اور ان کے لیے Deadlines کا تعیّن کرنا چاہیے۔ روزانہ کی بنیاد پر اپنے کرنے کے کام، اپنے اوقات کا مصرف طے کرنا چاہیے۔ کرنے کے کاموں کی فہرست بنانے کے بعد ان کی تکمیل کے لیے حتمی مدت کا تعیّن کرنا چاہیے۔ اس تعیّن کی تربیت سیرت النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ملتی ہے مثلاً آنجنابؐ نے غزوہ خندق سے فراغت کے بعد فرمایا کوئی شخص بنو قریظہ کے محلے میں پہنچنے سے قبل نماز عصر ادا نہ کرے...[37] گویا تحدید کر دی۔ اہداف اور اس کے مدت معینہ کے تعیّن کا کام تحریری صورت میں ہو تو زیادہ مفید اور قابل عمل ہو سکتا ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے علم نافع کو لکھ کر محفوظ کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا: قیدوا العلم بالکتابۃ[38]۔ یہ فرمان روزمرہ زندگی کے اہداف طے کرنے کے حوالے سے بھی بہت معنویت کا حامل اور رہنما ہے۔ ابن قیمؒ فرماتے ہیں "شروع دن میں ایک ایسا وقت لازمی ہونا چاہیے جب انسان اپنے نفس سے شرط طے کرے فلاں کام کروں گا اور فلاں نہیں کروں گا۔ اسی طرح آخر دن میں بھی وقت رکھے اور

نفس سے سارے دن کی کارگزاری کا حساب لے[39]۔ یعنی اپنا محاسبہ کرے کہ اس نے اپنی Deadlines کے مطابق کام کیا یا نہیں۔ مشاہیر اسلام کی سوانح سے اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ مثلاً تاریخ ساز مسلم جرنیل سلطان صلاح الدین ایوبی کا معمول تھا کہ "ہر دستے کے کمان دار کو دفتر میں کاغذ پر لکیریں ڈال کر اور میدانِ جنگ میں زمین پر انگلی سے لکیریں کھینچ کر ہدایات دیا کرتے تھے"۔[40]

2۔ عملیّت

تیسرا قدم عملیّت و فعّالیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی بابت فرمایا: وَلَمْ نَجِدْلَہٗ عَزْمًا[41] یعنی ہم نے اس میں عزم نہیں پایا"۔ انسان کی فطرت میں تذبذب اور عزم کی کمزوری شامل ہے۔ بنابریں عزم کو قوی رکھنا اور اپنے بنائے ہوئے اہداف پر عمل کرنے کے لیے بھرپور کوشش و محنت لازمی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰہِ... [42] انسان کی سعادت اس میں ہے کہ اپنے اہداف کے مطابق مصروف عمل رہے۔ ایک بھرپور عملی اور فعّال زندگی بسر کرنے کے حوالے سے آپ ﷺ کا یہ فرمان کافی و شافی ہے: "جب صور پھونکا جاچکا ہو اس وقت تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کا ننھا سا پودا ہو اور وہ اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اسے لگا سکتا ہو تو لگا دے[43]۔ یعنی باوجود یہ جاننے کے کہ دنیا ختم ہونے جا رہی ہے جو کام وہ کر سکتا ہو کر دے جس کام کے لیے جو مناسب وقت ہو اسے اسی وقت کر دیا جائے۔ آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہے "۔۔۔ جو چیز تجھے نفع پہنچائے اس کی حرص کر اور عاجز ہو کہ نہ بیٹھ جا..."[44]۔ ارشاد ربانی:لیس للانسان الاماسعٰی کا پیغام یہی ہے کہ اپنے اہداف کے مطابق مقدور بھر کوشش و کاوش انسان پر لازم ہے۔ ابن الجوزیؒ لکھتے ہیں "انسان دن رات میں 24 ہزار سانس لیتا ہے ہر سانس ایک خزانہ ہے تو غور کر تو اپنے خزانے سے کیا تیار کر رہا ہے"[45]۔ لہٰذا منصوبہ بندی، تعیّن اہداف اور معیاد کے تعیّن کے بعد انسان کو عملی اقدام میں بھی مستعد ہونا چاہیے۔

3-خود احتسابی

خود احتسابی یا محاسبہ ذات انسان کو سیدھے راستے پر رکھنے کی کلید ہے۔ ارشاد ربانی ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ[46] "اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ بھال لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے کیا اعمال کا ذخیرہ آگے بھیجا ہے"۔ بلاشبہ یہاں کل سے مراد قیامت ہے۔ تاہم قرآن دنیاوی و اخروی دونوں زندگیوں کی فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔ ایک مقام پر ارشاد ربانی ہے:ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۔ [47] "یہ ہے تیرا مستقبل جو تیرے اپنے ہاتھوں نے تیرے لیے تیار کیا ہے۔ ورنہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں"۔ لہٰذا ان آیات سے اگر ہم دنیاوی مستقبل بھی مراد لیں تو یہ بہت مفید ضابطہ حیات ثابت ہو سکتی ہیں۔ انسان اپنے سارے دن کے معمولات کا جائزہ لے کر دیکھ لے کہ اس نے کیسا دن گزارا۔ وقت ضائع کیا یا اپنی کسی دنیاوی و اخروی منفعت کے لیے وقت کی سرمایہ کاری کی۔ ہر دن ایک وسیع عمارت کی دیوار میں لگی اینٹ کی مثل ہے۔ لہٰذا ہر دن انسان کی اچھی یا بری زندگی کی تشکیل میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ اس کے اپنے ہاتھ میں ہے وہ اپنے وقت اپنے ایام سے کیا مستقبل بناتا ہے۔

وقت کا بہترین استعمال کڑی خود احتسابی کے نتیجے میں ممکن ہے سوچا ہیے کہ وقتاً فوقتاً رک کر، ٹھہر کر اپنا جائزہ لیتا رہے۔ اپنی غلطیوں سے عبرت لے اور مستقبل کے لیے بہترین حکمت عملی تیار کرتا رہے۔ بالفاظ ابن قیمؒ جو کچھ دن میں کر چکا ہے اس کا حساب لے جیسا کہ تاجر لوگ لیتے ہیں اپنے شریک کار سے اور حساب کا مطلب یہ ہے کہ اپنا سرمایہ اور منافع اور خسارہ دیکھے

تاکہ اپنے نفع نقصان کا پتہ چلے"[48]۔ جلیل القدر تابعی میمون بن مہران فرماتے ہیں "ایک متقی شخص اپنے نفس کا حساب جابر بادشاہ اور لالچی شخص سے زیادہ سخت طریقے سے کرتا ہے"۔[49]

4-لایعنی سے اعراض واحتراز:

وقت کے بہترین استعمال کے لیے قرآن وسنت سے ماخوذ زریں اصول لایعنی سے احتراز ہے۔ یہ دین ودنیا کے بہت سے خساروں سے تحفظ کی ضمانت ہے۔ بہت سی آفات ومصائب سے بچا کر وقت جیسی متاع بیش بہا کے صحیح استعمال میں مدد ومعاون ثابت ہوتا ہے۔ فرمان رسول اکرم ﷺ ہے:من حسن الاسلام المرء تركه مالا يعنيه[50] آپ ﷺ نے یہ دعا بطور خاص سکھائی ہے:۔۔۔ اللهم ارحمنى بترك المعاصى ابداما ابقيتنى و ارحمنى ان اتكلف مالا يعنينى۔۔۔[51] اپنے وقت کے صحیح استعمال پر گرفت رکھنے کے لیے یہ بہترین کسوٹی ہے۔ بہت باریک بینی سے اپنا مشاہدہ کرنا چاہیے کہ ہم کوئی ایسا کام تو نہیں کر رہے جو ہمارے لیے لایعنی ہے۔ مثلاً عصر حاضر کے لایعنی کاموں میں سب سے بڑا ضیاع وقت کا سبب سوشل میڈیا ہے جس میں وقت ضائع ہوتا چلا جاتا ہے اور انسان کو اس ضیاع کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ ناں اس میں کوئی دین کی بھلائی نہ دنیا کی۔ اسی طرح بے مقصد ملاقاتیں دعوتیں، حد سے متجاوز معاشرتی میل ملاپ، دوستیاں، بے جا تفریحی سرگرمیاں وغیرہ وقت کے ضیاع کا بنیادی سبب ہیں۔ جو لایعنی سے بچ گیا وہ کامیاب وبامراد رہا۔ کہتے ہیں حکیم لقمان سے ایک بار کسی نے پوچھا تم تو فلاں بن فلاں کے غلام نہ تھے۔ کہا ہاں تو پوچھا کہ پھر اتنے بلند مرتبے پر کیسے پہنچے کہا تقویٰ، صدق کلام، امانت کی ادائی اور ترک لایعنی سے"۔

5-لمحہ موجود میں رہنا: (Live in present moment)

وقت کے بحر رواں سے گوہر نایاب نکالنے کا گر یہ ہے کہ انسان لمحہ موجود میں رہے۔ اس کے تقاضے ملحوظ رکھے ان کی تکمیل کرے۔ ماضی پر افسوس یا مستقبل کے اندیشوں میں گھرا رہنا حال کے مواقع کو بھی برباد کر دیتا ہے۔ بنابریں وقت کے بہترین استعمال کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنے موجودہ وقت کی قیمت پہچانے اور اسے ضائع ہونے سے بچائے۔ آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہے: بندہ دو اندیشوں کے درمیان ہے: ایک عمر کا وہ حصہ جو گزر گیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے تعلق سے اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہے اور دوسرا اس کی عمر کا وہ حصہ جو باقی ہے اور اس کو نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ اس کے تعلق سے اس کے ساتھ کیا فیصلہ کرنے والا ہے۔ بندے کو چاہیے کہ اپنی دنیوی زندگی سے اپنی اخروی زندگی کے لیے سامان کرے اور بڑھاپے سے پہلے جوانی سے خوب فائدہ اُٹھالے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے موت کے بعد اللہ کی رضا جوئی کا کوئی موقع نہیں ہے اور اس دنیا کے بعد جنت اور جہنم کے علاوہ کوئی گھر نہیں"[52]۔

6-تساہل (Procrastination) سے احتراز

اسلاف کی نصیحت ہے کہ کسی کام کو بلاعذر مؤخر نہ کیا جائے۔ تساہل ایک تباہ کن عادت ہے جس کا انجام صرف پچھتاوا ہے۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں تسویف (عنقریب) اور ترجّی (پھر سہی) سے بچو کیونکہ اس نے تم سے پہلے والوں کو ہلاک کر ڈالا[53]۔ کہتے ہیں "ٹال مٹول سے بچو اس لیے کہ تمھارا تعلق آج سے ہے نہ کہ آنے والے کل سے۔ اگر وہ کل تمھیں مل بھی جائے تو اس کے ساتھ وہی معاملہ کرو جو تم نے آج کے ساتھ کیا تھا اور اگر "کل" تمھارا نہ ہوا تو تمھیں آج کی کوتاہیوں پر پچھتانا پڑے گا"[54]۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں"... انفاس عمر میں سے ہر نفس ایک گوہر ہے جس کے سبب ایک خزانہ پس انداز کیا جاسکتا

ہے اس لیے اس گوہر میں جد وجہد کر اور حساب کتاب اولیٰ ہے۔ پس عقل مند وہی ہے جو نماز فجر کے بعد لمحہ بھر اس کام میں مشغول ہو اور اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہے کہ عمر کے سوا تیرے پاس کوئی پونجی نہیں جو دم گزر گیا اس کا بدلا نا ممکن ہے۔ اس لیے کہ انفاس اللہ کے علم میں معدود اور مقرر ہیں۔ زیادہ نہیں ہو سکیں گے۔ عمر گزر گئی تو تجارت محال ہو جائے گی۔ جو کام کرنا ہے ابھی کر لے کیوں کہ زندگی کا وقت تنگ ہے اور آخرت جس کا زمانہ وسیع ہے وہاں کام کا کوئی موقعہ نہیں ہو گا۔ اللہ نے سونے کے بعد آج نئے سرے سے زندگی عنایت فرمائی اگر رات کو سوتے میں مر جاتا تو یہی آرزو رہتی کہ کاش ایک دن کی مہلت ملتی کہ کچھ کام درست کر لیتے۔ اب خدا نے یہ نعمت دی ہے یعنی زندگی بخشی ہے اس لیے اس کو غنیمت جان... اس سے بڑھ کر نقصان کیا ہو گا کہ تو وقت ضائع کرے اور سعادت حاصل کرنے سے محروم رہے..."[55]۔ اسلاف سے فوری عمل کی شاندار مثالیں اور نظائر ملتی ہیں مثلاً ابن ابی حاتم سے روایت ہے: ایک سفر میں میں امام بخاریؒ کے ساتھ تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ رات کو بیس مرتبہ اٹھتے چراغ جلاتے اور احادیث پر کچھ نشان لگا کر پھر لیٹ جاتے..."[56] ایسے ہی افراد کے نام تاریخ میں زندہ ہیں اور یہی لوگ انسانیت کے لیے نافع ثابت ہوئے ہیں۔

نتائج بحث

گزشتہ صفحات میں تنظیم وقت کے حوالے سے مغربی و اسلامی نکتہ ہائے نظر بالترتیب پیش کیے گئے ہیں۔ ان کا تقابلی جائزہ اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ دیگر میادین حیات کی مانند اس گوشہ حیات میں بھی فرموداتِ محسن انسانیت دنیا کے ہر دانش ور کے وضع کردہ نظام سے بہتر و برتر، جامع و مکمل اور عدیم النظیر ہیں۔ مغربی تنظیم وقت کے مطابق انسان کو اوّلاً اپنی اقدار کا تعیّن کرنا ہے۔ زندگی میں اپنے اہم کرداروں کی شناخت کرنی ہے اور پھر ان کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کا تعیّن کرنا ہے اور پھر ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے وقت کی تنظیم کرنی ہے۔ اس کے برعکس قرآن و سنت میں اعلیٰ اخلاقی اقدار، ایک خاندان اور معاشرے کے فرد کے مختلف کردار اور ان کی ذمہ داریاں بالتفصیل بتادی گئی ہیں۔ انسان کے ذمے صرف یہ ہے کہ شعوری طور پر محتاط انداز میں تفویض کردہ ذمہ داریوں کی تکمیل میں وقت صرف کرے۔ خواہ وہ تعلق باللہ کی ذمہ داری ہو یا فرد سے فرد کے تعلق کی۔ پھر اپنا محاسبہ کرتا رہے تاکہ وہ زندگی بسر کرے ناں کہ زندگی اسے بسر کرتی چلی جائے۔ پھر دمِ واپسیں اسے احساس ہو کہ اسے جو وقت اور صلاحیتیں دی گئی تھیں وہ ان سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا سکا۔ اس لمحے سوائے محض پچھتاوے اور ندامت کے اس کے دامن میں کچھ نہیں ہو گا۔ دوسری طرف ایک محتاط انسان ایک خاص سمت میں، خاص رفتار سے طے شدہ عزائم کی تکمیل کے لیے اس خیال کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے کہ کسی بھی لمحے سانس کی ڈور ٹوٹ سکتی ہے جب میں اپنے خالق سے ملوں تو کم از کم یہ کہہ سکوں کہ میں نے آپ کے حسب حکم نہ تو لاتنس نصیبک من الدنیا کے پیش نظر دنیوی زندگی کو نظر انداز کیا اور نہ آپ سے ملاقات کو بھولا۔ اس طرز پر زندگی بسر کرنے والے کی زندگی دنیاوی اعتبار سے بہت منظم، بامعنی اور باثروت ہوتی ہے اور انجام بھی بخیر۔ قرآن میں جس کی منظر کشی یوں کی گئی ہے: يَاۤ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ o ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً o فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ o وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْo[57]۔ اہل مغرب صدیوں کے تجربات کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ Time management is life management.۔ گو قرآن و سنت کو اس کی احتیاج نہیں تاہم اہل مغرب بامعنی زندگی کے حوالے سے سیرت النبی ﷺ کی کاملیت اور عملیّت پر زبان حال سے شہادت دے رہے ہیں جو تعلیمات سیرت کی عالمگیریت اور حقانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

مذکورہ بالا معروضات کی روشنی میں ہم بلا خوف تردید و ابطال اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ

☆ اسلام کا پیش کردہ تنظیم وقت کا نظام زیادہ مؤثر اور قابل عمل ہے۔ حضرت محمد ﷺ تنظیم وقت کا بہترین نمونہ اور اس کے مؤید و داعی ہیں۔

☆ زیادہ معتبر اور مستند ہے۔

☆ یہ زندگی کے ہر پہلو جسمانی، ذہنی، روحانی و سماجی سبھی کے لیے مناسب وقت فراہم کرتا ہے تاکہ انسان ہر لحاظ سے ایک مکمل وفعّال زندگی بسر کر سکے۔

☆ سب سے بڑھ کر یہ کہ مومن کو عطا کردہ میراث اسلام ہے جس کے لیے اسے کسی اور کی طرف دیکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

سفارشات

1۔ سکولوں اور مدارس کی سطح سے ہی تنظیم وقت اور اس کی اہمیت طلباء کے قلوب واذہان پر نقش کی جائے۔

2۔ بنیادی اسلامی اقدار حیات کے مطابق ضروری اور لایعنی امور کے مابین فرق و امتیاز سکھایا جانا چاہیے۔ یہ کام سکولوں کے ساتھ مساجد اور حلقہ ہائے دروس میں بھی ہونا چاہیے۔ سوشل میڈیا کے بے جا استعمال اور نتیجتاً وقت کے ضیاع پر لازماً بات ہونی چاہیے۔

3۔ معاشرے میں عمومی طور پر یہ معمول رائج ہونا چاہیے کہ ہم سبھی روزانہ رات سونے سے قبل اپنے آپ سے سوال کریں کہ آج کا دن جو مجھے اللہ کی رحمت مہلت کی صورت عطا ہوئی تھی میں نے اس سے کیا فائدہ اٹھایا؟ اسے ضائع تو نہیں کیا؟ اگر کل کا دن مجھے مل گیا تو اس میں کیا بہتری لائی جا سکتی ہے؟ اگر یہ سوال انسان اپنے خالق سے کرنے لگے کہ آج کا دن تیری مرضی کے مطابق گزرا یا نہیں۔ تو بلاشبہ اس کی زندگی میں ایسا انقلاب آئے گا کہ اس کا ہر لمحہ معنویت سے بھرپور ہو گا۔ نیز دنیوی واخروی فوز و فلاح اس کا مقدر ہو گی۔

References

[1] Famous American Motivational Speaker

[2] Jim Rohn, *Seven Strategies of Wealth and Happiness*, (New York, 1st.ed. 1985), p: 104

[3] Ibid, p: 109

[4] Ibid, p: 36

[5] Famous American Trainer, and Author known for his best seller *Seven Habits of Highly effective people*.

[6] Covey, *First thing first*, University of Wisconsin, USA, 1976, p:25

[7] Ibid, p:10

[8] Idem, *Seven Habits of Highly effective people*, Simon @ Schuster, UK., 2013, p:159-160

[9] Ibid, p: 189

[10] Ibid, p: 189

[11] Canadian – American Trainer.

[12] Brianc Tracy, *Time Management*, (USA American Management Association, 2013), p:11

[13] Ibid, p: 25

[14] Al-'Asar 103:1
[15] al Fajar 89:1-2
[16] az Zuha 93: 1-2
[17] al An'am 6: 2
[18] Ibid: 60
[19] al Mulk 67:2
[20] Taha 20: 103-104
[21] an – Nazi'at 79: 46
[22] Trimidhi Abu 'Isa Muhammad bin Sura, *Jami' as-Sahih*, in Mausu'a Kutub as-Sitta, (Riyadh, Darus-Salam, 1st ed., 2000, AD) p: 1884
[23] Al-Albani Muhammad Nasir ad-Din, *Sahih al-Jami as-Saghir wa Ziyadatuhu*, (Damishq al-Maktaba al-Islami, 2nd. ed. 1988), V:1, p: 243
24 Tirmidhi, Jami, p: 1894
25 Al-Asfahani Abi Nu'aym Ahmad bin 'Abdullah, *Hilyat al Auliya wa Tabaqat al-Asfiya*, (Beirut Dar al- Fikr, 1996 AD), 2: 302
26 Baihaqi abi Bakr Ahmed bin al-Husain, *al-Jami' Li-Shu'ab al-Iman*, ed. By Abd ul-'Ali 'abd al-Hamid, (Riyadh Maktaba ar-Rashd, 1st. ed. 2003 AD), v: 13, p: 199
[27] Ibn Abi Shaiba abi Bakr 'Abdullah bin Muhammad, *al-Mussannaf fi al-Ahadith wa al-Athar*, (Beirut Dar at –Taj, 1st ed. 1989 AD), v:7, p: 108
[28] Teacher of Ibn al Jawzi
[29] Ibn 'Imad Shahab ad-Din Abd al-Hay bin Ahmad, *Shadharat al-Dhahab Fi Akhbar man Zahab*, (Beirut Dar Ibn Kathir, 1989 AD), v:6, p: 195
[30] Muhammad Husain Azad, *Nairang-e-Khayal*, (New Delhi Maktaba Jamia, 1970 AD), p:24
[31] Muttaqqi al-Hindi 'Ali bin Husam Din, *Kanz ul-'Ummal fi Sunnan wa al-Aqwal*, (Beirut Muassassa ar-Risala, 5th ed. 1985 AD),V: 16, p: 133
[32] Ibid
[33] Bukhari Abu 'Abdullah Muhammad bin Isami'l, *al-Jami' as-Sahih*, in Mawsu'a Kutab as-Sitta, (Riyadh Dar as-Salam, 2000 AD), p: 70
[34] Muttaqi al-Hindi, *Kanz ul-'Ummal*, V:3, p: 45
[35] Altamash, *Dastan Imam Faroshon Ki*, (Lahore Hikayat Publishers, 2019 AD), V:3, p: 278
[36] Ibid , p: 277-279
[37] Bukhari, *Jami'*, p: 337
[38] al-Albani Nasir ad-Din, *Silsilahtu ahadith as-Sahiha*, (Riyadh, Maktaba Ma'rif Lin Nashr wa Tawzi', n.d.) p: v:5, p: 40
[39] Ibn Majah Abu 'Abdullah Muhammad bin Yazid, *Sunan Ibn Majah*, in Mawsua al-Kutub as-Sitta, (Riyadh Dar as-Salam, 1st ed. 2000 AD), p: 2730
[40] Altamash, *Dastan Iman Froshon Ki*, v:3, P: 278
[41] Taha 20: 115
[42] al-'Imran 3: 159
[43] al-Albani, *Silsilah*, v:1, p: 38
[44] Muslim bin Hajjaz al-Qushairi, *Jami' as-Sahih*, in Mausu'a Kutub as-Sitta, (Riyadh, Dar as-Salam, 1st. ed. 2000 AD), p: 1142
[45] Ibn al-Jawzi, *Hifz al-'Umar*, (Beirut Dar al-Bashair al-Islamiya, 1st ed. 2004 AD), p:63
[46] al-Hashr 59:18

[47] al-'Imran 3:182
[48] al-Harawi 'Abdullah Ansari, *Manazil as-Sai'rin*, p: 16
[49] al-Jawzi, *Hifz al-'Umar*, p:36
[50] Tirmidhi, *Jami'*, p: 1885
[51] Ibid, p: 2019
[52] Baihaqi, *Shu 'ab al-Iman*, v: 13, p: 153
[53] Ibn al-Jawzi 'Abd al-Rahman bin Ali, *Adab al-Hasan al-Basri Zuhdihi wa Mawa'izihi* (Beirut, Dar as-Siddiq, 1st ed. 2005 AD), p. 132
[54] Ibn al-Jawzi, *Sayd ul-Khatir*, (Beirut Dar al-Kutb al-'Ilmiya, 1st ed. 1992), p: 403
[55] Ghazali Abu Hamid, *Kimiya'y Sa'adar*, tr. By Sa'id ar-Rahman 'Alwai, (Lahore Maktaba Rahmaniya, n.d.) p: 734
[56] Nawawi Muhy ud din bin Sharf, *Tahdhib al-Asma' wa al-Lughat*, (Beirut, Dar al-Kutub al-'Ilmiyah, n.d.), 1:75
[57] al-Fajr 89: 27-30